سوال

(116) میت کو ثواب پہنچانے کے مروجہ طریقے

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

واتھم سٹولندن سے محمد رفیق پوچھتے ہیں

ثواب کے کیا معنی ہیں۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کے حق میں کیسے ثواب پہنچایا جائے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ شخص شرک و بدعت کرتا تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

کسی کے مرنے کے بعد ثواب پہنچانے کا مسئلہ ہمارے ہاں دیگر بہت سے مسائل کی طرح غلط رنگ اختیار کرچکا ہے اور اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں بغور جائزہ لیا جائے تو اس زمانے میں ایصال ثواب کی جتنی مروجہ شکلیں ہیں وہ خود ساختہ رسومات کے ضمن میں آتی ہیں اور خاندان و برادری کے رسم و رواج بن چکی ہیں یا کچھ مذہبی پیشہ وروں کے کھانے پینے کا ذریعہ۔ ایصال ثواب کے مسنون طریقے سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ صدقہ و خیرات جو میت کے ثواب کے نام پر کیا جاتا ہے وہ صرف نام کا ہوتا ہے اس کے کھانے والے سب دولت مند اور امیر لوگ ہوتے ہیں نہ ان کو کھانا جائز ہے اور نہ ان کے لئے صدقے کا مال کھانا جائز ہے۔

ایصال ثواب کی بہترین شکل دعا ہے۔ اگر دعا قبول ہوگئی تو اس کا ثواب پہنچ جائے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو وہ محروم رہے گا۔ کیوں کہ اصل انسان کا اپنا عمل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ یہی فرمایا کرتی تھیں کہ قرآن میں واضح طور پر آگیا ہے کہ (لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ) (النجم)

کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے خود کوشش کی یعنی اسے دوسروں کا کوئی عمل فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

جہاں تک صحیح مسلم شریف کی اس حدیث کا تعلق ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له۔ (مختصر صحیح مسلم للالبانی کتاب الجنائز باب ایصال ثواب رقم الحدیث ۱۰۰۱)

''یعنی جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے سوائے تین حالتوں کے۔ ایک یہ کہ وہ زندگی میں صدقہ جاریہ کرگیا ہو' اب اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ دوسرے یہ کہ اس نے علم کا سلسلے جاری کیا اور اس کے علم سے بعد میں بھی فائدہ حاصل کیا جا رہا ہے اور تیسرے یہ کہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔'' اب حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مسلک کے مطابق یہ تین عمل جو کسی نہ کسی انداز میں خود انسان کے اپنے ہیں جو فوت ہوا ہے۔ اس لئے ایک لحاظ سے یہ اس کے اپنے ہی عمل

ہیں اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ تین اعمال دوسروں کے ہیں تب بھی ایصال ثواب کی ان تین شکلوں ہی کو ہم اس حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں۔ بعض روایات میں حج اور صدقے کا ذکر بھی آتا ہے مگر وہاں بھی اولاد کے بارے میں تخصیص ہے کہ یہ اعمال ان کی اولاد نے کیئے تھے بعض علماء نے ان کا مفہوم عام لیا ہے کہ ان سے بنیادی طور پر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ مرنے کے بعد ثواب پہنچانے کے بعض ذرائع موجود ہیں۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ صدقہ 'خیرات 'نوافل 'حج اور قرآن کی قرأت وغیرہ جیسے اعمال جو میت کے لئے کیئے جاتے ہیں حضور ﷺ کے زمانے میں ان کا عام رواج نہ تھا۔ ہاں اگر اس کی اولاد یا قرابت داروں میں سے کوئی یہ اعمال کرنے کے بعد میت کے لئے دعا کرتا ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ دعا تو زندہ اور مردے سب کے لئے کی جاسکتی ہے۔ لیکن مروجہ شکل میں جو اجرت دے کر قرآن کے ذریعے ثواب پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے' یہ جائز نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دنوں یا تاریخوں کو ان کاموں کے لئے خاص کرنا' شریعت میں ان کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ برصغیر پاک وہند میں میت کو ثواب پہنچانے کے لئے جو دن مقرر چلے آرہے ہیں اور اب تو ان دنوں کو ایک خاص تقدس حاصل ہوگیا ہے کہ لوگ دینی فرائض چھوڑنے میں دیر نہیں کرتے' حرام کاموں کے ارتکاب سے خوف نہیں کھاتے' لیکن گیارہویں' جمعرات کا ختم یا تیجا ساتواں وغیرہ چھوڑنے میں خوف کھاتے ہیں اور ان کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ فرائض وواجبات کی اتنی پابندی ہرگز نہیں کرتے۔

برصغیر پاک وہند کی تاریخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اس طرح کی رسمیں زیادہ تر ہندوؤں سے لی ہیں۔ مشہور مورخ علامہ البیرونی متوفی ۴۰۳ھ لکھتے ہیں کہ ''اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ضیافت کرنا اور یوم وفات سے گیارہویں اور پندرہویں روز کھانا کھلانا اور اس میں ہر ماہ کی چھٹی تاریخ کو فضیلت ہے اسی طرح اختتام سال پر بھی کھانا کھلانا ضروری ہے۔ نودن تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ وکوزہ آب رکھیں ورنہ میت کی روح ناراض ہوگی اور بھوک وپیاس کی حالت میں گھر کے ارد گرد پھرتی رہے گی۔'' (کتاب الہند ص ۲۷۰)

اس کی تائید مولانا عبیداللہ مرحوم کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ برہمن کے مرنے کے بعد گیارہواں اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرہواں اور ویش یعنی بنئے کے مرنے کے بعد پندرہواں یا سولہواں دن اور شودر یعنی بالاہی کے مرنے کے بعد تیسواں یا اتیسواں دن مقرر ہے۔

آگے لکھتے ہیں۔ ''زاں جملہ اسوج کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگ کو ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کا کھانا بند ہوجائے تو اول اس پر پنڈت کو بلوا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں ابھشر من کہلاتا ہے۔'' (تحفۃ الہند ص ۹۱)

اب اندازہ کرلیں کہ مسلمان یہ رسم کس طرح کرتے ہیں۔ پنڈت کی جگہ مولوی نے لے لی ہے اور بید کی جگہ قرآن کی تلاوت کرکے اجرت بھی لی جاتی ہے اور کھانے بھی مختلف قسم کے پکائے اور کھائے جاتے ہیں اور لذیز کھانے کھانے والے حاضرین کو ایصال ثواب کا نہ مفہوم معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے انہیں کوئی دلچسپی ہوتی ہے۔ وہاں ان تمام غیر اسلامی کاموں کو محض پیٹ کی خاطر اسلامی بنانے پر دن رات زور صرف کیا جارہا ہے اور جو مرگ کے بعد میت کے گھر کھانے کی پارٹیاں اور خاندان اور برادری کے اجتماعات بلاکر جشن نہیں مناتا 'اسے ایصال ثواب کا منکر کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

رہی یہ بات کہ جس کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ مشرک یا بدعتی تھا 'تو ظاہر ہے جسے آپ جانتے ہی نہیں عموما تو اس کے لئے دعا کرتا ہی کون ہے؟ لیکن اگر آپ کو معلوم ہو کہ وہ مشرک نہ تھا یا عام مسلمان تھا تو اس کے لئے دعا کرنا چاہیئے اور اپنی دعاؤں میں عام مومنین وموحدین کو شامل کرنا چاہیئے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص269